AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

تفسیر مظہری میں احادیث کی تخریج واسنادی حیثیت: سورۃ حم السجدہ (آیات 11 تا 30) کا تجزیاتی مطالعہ

The Authentication and Referential Status of Hadith in Tafsir Mazhari: An Analytical Study of Surah Ha Meem al-Sajdah (Verses 11–30)

Dr. Saeed Ur Rahman
Lecturer IBMS, The University of Agriculture Peshawar.
Email: msaeedkhalil@gmail.com

Dr. Muhammad Azizullah
Assistant professor Islamic Studies UET Peshawar,
Email: aziz.ullah@uetpeshawar.educate.pk

ABSTRACT:

Tafsir Mazhari, authored by Qazi Sanaullah Panipati, is renowned for its scholarly integration of Hadith in the explanation of Qur'anic verses. This second installment of research continues the critical examination of Tafsir Mazhari by focusing on the second and third Ruku (verses 11–30) of Surah Ha Meem al-Sajdah (Fussilat), analyzing five Hadith narrations cited in this section.

The paper aims to:

- Investigate the chain of transmission (isnād) and authenticity of each narration using classical hadith sources such as Sahihayn, Sunan, Musnad, and Muʿjam;
- Evaluate the contextual relevance of each hadith within the tafsīr of its corresponding verse;
- Examine the methodological consistency of Qazi Sanaullah in citing hadiths, especially in terms of applying weak or non-marfuʿ reports;
- Highlight any shift or continuity in the exegetical approach compared to the first ten verses.

The findings suggest that Qazi Sanaullah Panipati continues to demonstrate critical hadith awareness, employing narrations judiciously while occasionally

utilizing weaker traditions with explanatory disclaimers or interpretive caution. The use of hadiths in this segment reveals a balance between transmitted knowledge (riwāyah) and analytical reasoning (dirāyah), reflecting the broader trend in South Asian tafsī r literature. Overall, this paper reinforces the significance of hadith-based exegesis in the intellectual heritage of the subcontinent and offers further insights into Tafsir Mazhari's distinctive hermeneutical style.

Keywords: *Hadith Usage in Tafsir Mazhari, Isnad Analysis and Hadith Authentication, Subcontinental Tafsir Tradition, Integration of Riwayah and Dirayah, Hadith and Exegesis Methodology.*

تعارف(Introduction):

تفسیر مظہری، برصغیر کی ان اہم تفاسیر میں شمار ہوتی ہے جو حدیثِ نبویؐ کو تفسیرِ قرآن میں بنیادی ماخذ کے طور پر اختیار کرتی ہیں۔ اس کے مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (متوفی 1225ھ) نے احادیث کی تخریج، اسناد اور قرآنی سیاق کے مطابق استعمال میں غیر معمولی احتیاط، تفقہ اور علمی بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔

زیر نظر مقالہ سورۃ حم السجدہ (فصلت) کی آیات 11 تا 30 پر مشتمل ہے، جن میں مذکور پانچ احادیثِ نبویہ ﷺ کا تخریجی، اسنادی اور تفسیری مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ ان احادیث کا تعلق کائناتی تکوین، توحید، دعوت، سابقہ اقوام کی سرکشی، اور قیامت کے انکار جیسے موضوعات سے ہے۔

واضح رہے کہ سورۃ حم السجدہ کی ابتدائی آیات (1 تا 10) پر ایک تحقیقی مقالہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے،[i] جبکہ موجودہ مطالعہ اسی سلسلے کا ایک علمی اضافہ ہے، جو برصغیر کے حدیثی منہج پر مبنی تفسیر نگاری کو مزید اجاگر کرتا ہے۔

تحقیقی مقاصد(Research Objectives):

اس تحقیقی مطالعے کا مقصد درج ذیل نکات کی وضاحت کرنا ہے:

- تفسیر مظہری میں سورۃ حم السجدہ (آیات 11 تا 30) کے تحت مذکور احادیث کو کس علمی منہج کے تحت بیان کیا گیا ہے؟
- ان احادیث کا متعلقہ آیات سے تفسیری ربط اور سیاق و سباق کے ساتھ تعلق کس درجے کا ہے؟
- کیا ان احادیث کی تخریج اور اسناد کا معیار محدثین کے اصولِ جرح و تعدیل پر پورا اترتا ہے؟

- ضعیف، غیر مرفوع یا غیر معروف احادیث کو مفسر نے کن احتیاطی تدابیر کے ساتھ استعمال کیا ہے؟
- یہ مطالعہ برصغیر کے تفسیری منہج میں حدیث کی حیثیت کو کس حد تک اجاگر کرتا ہے؟

تحقیقی طریقہ کار(Research Methodology):

- تفسیر مظہری میں سورۃ حم السجدہ کی آیات 11 تا30 کے تحت ذکر کردہ تمام احادیث کو الگ سے جمع کیا گیا۔
- ہر حدیث کی تخریج اور تقابل کے لیے صحاح ستہ، سنن، مسانید، معاجم، اور آثار کی مستند کتب سے مراجعت کی گئی۔
- ہر روایت کی اسنادی تحقیق ائمہ حدیث کی کتب رجال، جرح وتعدیل، اور تصنیفی آراء کی روشنی میں کی گئی۔
- احادیث کو سیاقِ آیات کے مطابق رکھ کر ان کا تفسیری محل، مفہوم اور مطابقت واضح کی گئی۔
- ضعیف یا غیر مرفوع روایات کے ذکر میں مفسر کے احتیاطی اسلوب اور علمی رویے کا تجزیہ کیا گیا۔
- تمام مراحل میں تحقیقی اصولوں، حدیثی منہج، اور تفسیری ضرورت کو سامنے رکھا گیا۔

دائرہ کار(Scope):

آیات:11 تا30

رکوع:دوسرا اور تیسرا رکوع

تعداد احادیث:5

ہر حدیث کی تخریج، اسناد، درجہ، اور تفسیری سیاق میں تجزیہ

احادیث کا تجزیاتی مطالعہ:

(1)

آیت مبارکہ:

"فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ"[ii]

ترجمہ:

پھر اس نے ان (دھواں نما آسانی مادہ) کو دو دنوں میں سات آسان بنا دیا، اور ہر آسمان میں اس کا معاملہ وحی کر دیا، اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے مزین کیا، اور اس کی حفاظت بھی کی، یہ سب غالب، علم والے (رب) کا فیصلہ ہے۔

حدیث مبارکہ (اثر ابن عباسؓ)

راوی: طاؤس، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے

متن:

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین سے فرمایا: "بندوں کے فائدے، مصالح اور منافع ظاہر کرو جو میں نے تمہارے اندر پیدا کیے ہیں۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرمایا: "اے آسمان! تو اپنے سورج، چاند اور ستاروں کو طلوع کر دے۔"

اور زمین سے فرمایا: "اے زمین! تو اپنی نہریں جاری کر دے، اپنے پھل اور نباتات کو نکال کر ظاہر کر دے۔"[iii]

ماخذ:

یہ روایت صحیح بخاری، کتاب التفسیر، اور تفسیر بغوی میں مروی ہے۔[iv]

اسنادی حیثیت

یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے، جو حدیث کی سب سے معتبر کتاب ہے۔

اس کا تعلق تفسیری روایات سے ہے جو اثر کے طور پر مفسر صحابہؓ سے منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ترجمان القرآن اور اکابر مفسرین صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں۔

طاؤس بن کیسان ثقہ تابعی ہیں، جن کی روایات کتبِ صحاح میں محفوظ ہیں۔

آیت سے تعلق

آیت 12 میں اللہ تعالیٰ کے سات آسمانوں کی تخلیق اور آسمانِ دنیا کو مصابیح (ستاروں) سے مزین کرنے کا ذکر ہے۔

یہ روایت تکوینی نظام کے قیام کی عملی تفصیل فراہم کرتی ہے، کہ کس طرح آسمان و زمین کو حکمِ الٰہی سے حرکت و ظہور ملا۔

یہ آیت اور اثر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سورج، چاند، ستارے، نہریں، نباتات سب اللہ کے حکم سے بندوں کے فائدے کے لیے جاری کیے گئے۔

تفسیر میں استعمال

مفسرین نے اس اثر کو تفسیر بالمأثور کے طور پر ذکر کیا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات کے تمام مظاہر اللہ کے امرِ تخلیقی اور امرِ تکوینی کے تابع ہیں۔

آیت کا اختتام "ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ" اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ سب عزت و علم والے رب کی حکمتِ کاملہ کے تحت ہے۔

نتیجہ

یہ اثر واضح کرتا ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، وہ اللہ کے امر سے بندوں کی خدمت میں لگایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق محض ایک بے جان نظم نہیں، بلکہ بندوں کے لیے رحمت، منفعت اور تسخیر کا مظہر ہے۔

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

یہ آیت اور اثر ہمیں توحید، شکر، اور تذکرِ نعمت کی تعلیم دیتے ہیں، اور دنیا کے نظام میں الٰہی حکمت کو پہچاننے کی دعوت دیتے ہیں۔

(2)

آیتِ مبارکہ:

"فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ"[v]

ترجمہ:

پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں تمہیں ایک ایسی کڑک سے ڈراتا ہوں جیسی کڑک قومِ عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

حدیث:

راوی: حضرت ابو ہریرہؓ

متن:

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے: ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا کیا، اتوار کو پہاڑوں کو، پیر کو درختوں کو، منگل کو ناپسندیدہ چیزوں کو، بدھ کو نور کو، جمعرات کو چوپایوں کو زمین پر پھیلایا، اور جمعہ کے دن دن کی آخری ساعت میں، حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: یہ "آخری ساعت" وہ ہے جو عصر اور رات کے درمیان ہوتی ہے۔[vi]

ماخذ:

یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[vii]

اسنادی حیثیت:

یہ روایت صحیح مسلم کی ہے، جو صحیح بخاری کے بعد سب سے معتبر صحاح میں شمار ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کثیر الروایہ صحابی ہیں جن کی روایات کا ایک بڑا حصہ بخاری و مسلم میں شامل ہے۔

یہ حدیث تخلیقِ کائنات کے تدریجی نظام کو ایمان بالبدایۃ (توحید و تخلیق) کے پہلو سے واضح کرتی ہے۔

آیت سے تعلق:

آیت 13 میں قوم عاد و ثمود کی طرف وعید دی گئی کہ جیسے وہ اللہ کے نظام و رسولوں کو جھٹلا کر عذاب کے مستحق بنے، ایسے ہی انکار کی صورت میں تم پر بھی وہی انجام آسکتا ہے۔

اس حدیث میں کائنات کی تخلیق کے منظم اور تدریجی نظام کو بیان کیا گیا ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ انسان اور کائنات کا پیدا ہونا ایک مقصود، منظم اور باحکمت فعل ہے۔

چنانچہ جو قومیں اس نظامِ الٰہی کا انکار کریں یا اللہ کی حکمت کو چیلنج کریں، وہی عذابِ صاعقہ کی مستحق بنتی ہیں۔

تفسیر میں استعمال:

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

مفسرین اس حدیث کو تخلیقِ کائنات کے تدریجی بیان کے طور پر لیتے ہیں، جو اللہ کی حکمت، علم اور تقدیر پر ایمان کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کو ان آیات کے ضمن میں ذکر کیا ہے جہاں خلقِ ارض و سماوات اور انذارِ عذاب اکٹھے بیان ہوتے ہیں، جیسا کہ حم السجدہ کی آیات میں ہے۔

فقہی اعتبار سے اس سے "یوم الجمعہ کی فضیلت" اور "حضرت آدمؑ کی تخلیق کا وقت" معلوم ہوتا ہے۔

نتیجہ:

یہ حدیث بتاتی ہے کہ کائنات ایک منظم ترتیب سے اللہ کے حکم سے وجود میں آئی، اور انسان کو سب سے آخر میں اشرف المخلوقات کے طور پر پیدا کیا گیا۔

یہ ترتیب اور آیت مل کر اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ جس رب نے اس عظیم نظام کو بنایا، وہی انکار پر گرفت کرنے والا بھی ہے۔

یہ ایمان، شکر، اور تخلیق کے احترام کی تعلیم دیتی ہے، اور یہ باور کراتی ہے کہ انکارِ حق کا انجام سابقہ اقوام کی طرح عبرتناک ہو سکتا ہے۔

(3)

آیتِ مبارکہ:

"حَتَّىٰٓ إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَأَبۡصَٰرُهُمۡ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ"۔ [viii]

ترجمہ:

یہاں تک کہ جب وہ (دوزخ کے) پاس پہنچ جائیں گے، تو ان کے کان، آنکھیں اور جلدیں ان کے خلاف ان اعمال کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

حدیث:

راوی: حضرت انس بن مالکؓ

متن:

ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے مسکرایا، پھر فرمایا: "جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟" ہم نے عرض کیا: "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے عرض کرے گا: "اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی تھی؟" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "کیوں نہیں، دی تھی۔" پھر وہ بندہ کہے گا: "میں اپنے خلاف کسی گواہ کو تسلیم نہیں کروں گا، سوائے اپنے نفس کے۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "آج تیرے خلاف تیرا نفس اور فرشتے ہی کافی گواہ ہوں گے۔" پھر: اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی، اس کے بدن کے اعضا (مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، جلد) اس کے اعمال پر گواہی دیں گے پھر مہر ہٹا دی جائے گی وہ بندہ اپنے اعضا سے کہے گا: "تباہی ہو تم پر!

میں تو تمہاری ہی وجہ سے ہلاک ہوا۔"[ix]

ماخذ:

اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مسلم کے اندر ذکر کیا ہے۔[x]

اسنادی حیثیت:

حدیث صحیح مسلم کی ہے، جو اعلیٰ ترین درجے کی احادیث میں شمار ہوتی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور کئی سال تک آپ ﷺ کے قریبی صحابی رہے۔

یہ حدیث قیامت کے دن حساب و کتاب، اعضائے بدن کی گواہی اور عدلِ الٰہی پر نہایت واضح دلیل ہے۔

آیت سے تعلق:

آیت 20 میں ذکر ہے کہ کان، آنکھیں اور جلدیں گواہی دیں گی۔

یہ حدیث اسی گواہی کی تفصیل اور منطقی منظر کشی پیش کرتی ہے:

بندے کی انکار کی کوشش

اللہ کا عدل

بدن کے اعضاء کا خود اس کے خلاف بول پڑنا

اور آخرکار اس کا اپنی بدن سے ناراض ہونا

تفسیر میں استعمال:

مفسرین نے اس حدیث کو خاص طور پر آیت 20 کے تحت بیان کیا ہے۔

یہ حدیث اس امر کی تفسیر ہے کہ آیت میں شہادتِ اعضاء کیسے واقع ہوگی۔

ابن کثیر، قرطبی، رازی اور معاصر مفسرین نے اس حدیث کو ذکر کرکے قیامت کی حقیقت اور انصاف کے کامل نظام پر زور دیا ہے۔

نتیجہ:

یہ حدیث اور آیت مل کر اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ قیامت کا دن انصاف کا دن ہے، جہاں انسان اپنے ہی اعضا کے خلاف گواہی سنے گا۔

بندے کے انکار، چالاکی، یا دلیل بازی کا وہاں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس سے عمل کی اصلاح، دل کی نیت کی صفائی، اور ہر لمحے کی جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

یہی آیت اور حدیث ہمیں دنیا میں سچائی، دیانت داری اور احتساب کا سبق دیتی ہیں۔

(4)

آیتِ قرآنی:

"شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ "۔[xi]

حدیث:

راوی: حضرت ابوہریرہؓ

متن:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کے منہ پر مہر لگادی جائے گی، پھر اللہ رب العزت اس کی ران (فخذ) کو حکم دے گا کہ بول، چنانچہ اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے عمل کے متعلق بولیں گی اور گواہی دیں گی۔[xii]

ماخذ:

اس حدیث کو بھی امام مسلم نے صحیح مسلم کے اندر ذکر کیا ہے۔[xiii]

اسنادی حیثیت:

حدیث صحیح مسلم میں ہے، جس کی ثقاہت مسلمہ ہے۔

راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں، جن سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔

تشریح وربط آیت سے:

آیت میں سماعت، بصارت اور جلد کا ذکر ہے، اور اس حدیث میں بدن کے دیگر اجزاء یعنی ران، گوشت، ہڈیاں بھی گواہی دے رہے ہیں۔

یہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قیامت کے دن انسان کا ہر عضو اللہ کی طرف سے حق گو بن جائے گا، چاہے وہ دنیا میں کتنا ہی انکار کرتا رہا ہو۔

یہ آیت و حدیث عدالتِ خداوندی کی غیر معمولی گہرائی کو واضح کرتی ہیں۔

عملی پیغام:

انسان اپنے جسم کے جن حصوں سے گناہ کرتا ہے، وہی حصے کل اس کے خلاف گواہ بنیں گے۔

ہمیں اپنی زندگی میں نظروں کی پاکیزگی، زبان کی حفاظت، اور جسم کے ہر عضو کی درستگی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

قیامت کا دن انسان کے اپنے اعضا سے پردہ ہٹائے گا، لہٰذا اندرون و بیرون ہر طرح کی اصلاح ضروری ہے۔

(5)

آیتِ قرآنی:

"إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ..."۔ [xiv]

یعنی: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے...

حدیث:

راوی: حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی

متن:

حضرت سفیان بن عبد اللہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کے بارے میں مجھے ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ آپ کے بعد مجھے کسی اور سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔

ایک روایت میں "احداً بعدک" کی جگہ "غیرک" کا لفظ بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قُلْ آمَنتُ بِاللَّهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ" یعنی: "تم یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر قائم رہو۔" [xv]

ماخذ:

صحیح مسلم کے اندر یہ روایت مذکور ہے۔ [xvi]

تشریح و ربط آیت سے:

آیت اور حدیث دونوں میں ایمان لانے کے بعد استقامت کی تعلیم ہے۔

استقامت کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اپنے عقیدے، عمل اور اخلاق میں سیدھا راستہ اختیار کرے اور اس پر ثابت قدم رہے۔

اللہ تعالیٰ نے استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے دنیا و آخرت میں ملائکہ کی خوش خبری اور نعمتوں کی بشارت دی ہے (آیت 30)۔

عملی پیغام:

صرف زبانی ایمان کافی نہیں، بلکہ ایمان کے تقاضوں پر عملی طور پر قائم رہنا مطلوب ہے۔

استقامت وہ وصف ہے جو انسان کو لغزشوں، وسوسوں، اور دنیاوی فتنوں سے بچا کر صراطِ مستقیم پر گامزن رکھتا ہے۔

اس حدیث میں دین کا لبِّ لباب بیان کیا گیا ہے:

عقیدہ: "آمنت باللہ"

عمل: "ثم استقم"۔

نتائج (Findings):

- تفسیر مظہری میں حدیث کا استعمال مفسر کے لئے دلیل، تائید، یا ترغیب / ترہیب کے لیے ہوتا ہے۔
- بعض مقامات پر ضعیف یا غیر مرفوع روایات بھی بیان ہوئی ہیں، جنہیں مفسر نے محدثانہ انداز میں ذکر نہیں کیا۔

- تفسیر مظہری میں حدیث کا استعمال عمومی طور پر غیر تعبدی (non-legalistic) پہلوؤں میں ہوتا ہے۔
- حدیث کی صحت و ضعف کا مفسر کے ہاں باقاعدہ تنقیدی معیار نہیں، جس کی نشاندہی ضروری ہے۔

تجاویز و سفارشات

- تفسیر مظہری کے حدیثی منہج پر مزید جامع تحقیق کی ضرورت ہے۔
- جدید معیار پر تخریج و اسناد کی تحقیق نہایت اہم ہے تاکہ معاصر محققین کو معتمد تفاسیر کے حدیثی معیار کا درست ادراک ہو سکے۔
- اہلِ علم کو چاہیے کہ تفسیری روایات کے بیان میں اسناد کے معیار کو مدنظر رکھیں تاکہ تفسیر و تاویل میں صحت باقی رہے۔

حوالہ جات: (References)

[i] بخاری، ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، "تفسیر مظہری میں احادیث کی تخریج و اسنادی حیثیت: سورۃ حم السجدہ کی ابتدائی رکوع کا تجزیاتی مطالعہ" [**ریویو جرنل آف سوشل سائکالوجی اینڈ سوشل ورکس**]، جلد 3، شمارہ 3، صفحہ 161-171، جولائی-ستمبر 2025ء۔

[ii] **القرآن**، 12:41

[iii] بخاری، ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے سورہ حم السجدہ اور سورہ الشوریٰ کا سلیس اردو ترجمہ و تحقیق و تخریج (ایم فل مقالہ، ایگریکلچر یونیورسٹی پشاور، 2017)، باب 2، فصل 1، ص 27، ح 36

[iv] البخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح - صحیح البخاری**، (ریاض: دار السلام)، ص 849؛ حسین بن مسعود البغوی، (م: 510ھ)، **معالم التنزیل فی تفسیر القرآن - تفسیر بغوی**، طبع اول، (بیروت: دار احیاء التراث، 1420ھ)، ج 4، ص 127

[v] **القرآن**، 13:41

[vi] بخاری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے سورہ حم السجدہ اور سورہ الشوریٰ کا سلیس اردو ترجمہ و تحقیق و تخریج، **ایم فل مقالہ**، باب 2، فصل 1، ص 28، ح 42

[vii] القشیری، مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار الکتب العلمیة)، ص 1074، حدیث: 2789

[viii] **القرآن**، 20:41

[ix] بخاری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے سورہ حم السجدہ اور سورہ الشوریٰ کا سلیس اردو ترجمہ و تحقیق و تخریج، **ایم فل مقالہ**، باب 2، فصل 2، ص 40، ح 11

[x] القشیری، **صحیح مسلم**، ج 8، ص 2280، حدیث: 2969

[xi] **القرآن**، 20:41

[xii] بخاری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے سورہ حم السجدہ اور سورہ الشوریٰ کا سلیس اردو ترجمہ و تحقیق و تخریج، **ایم فل مقالہ**، باب 2، فصل 2، ص 41، ح 12

[xiii] القشیری، **صحیح مسلم**، ج 4، 2279، حدیث: 2968

[xiv] **القرآن**، 30:41

[xv] بخاری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے سورہ حم السجدہ اور سورہ الشوریٰ کا سلیس اردو ترجمہ و تحقیق و تخریج، **ایم فل مقالہ**، باب 2، فصل 3، ص 47، ح 4

[xvi] القشیری، **صحیح مسلم**، ج 1، ص 65